رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ؕ

ظلمتیں کافور ہوجائینگی اک دن دیکھنا (عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا) ہیں ابھی اک نورانی چہرہ کے پرستار ہوں

خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنیکے لئے کہ میں اسکی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جاویں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے ...... لیکن پھر بھی ... لوگ ...... نہیں مانتے ۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت منیجر الفضل قادیان دارالامان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ مقامی خریداران سے ساڑھے چار روپے

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

جلد ۲ | مورخہ ۲۲ - دسمبر ۱۹۱۴ء مطابق ۴ صفر ۱۳۳۳ھ | نمبر ۸۱

مدینۃ المسیح

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کی طبیعت خدا کے فضل سے رو بصحت ہے۔

جلسہ میں شامل ہونے والے احباب کی آمد شروع ہو گئی ہے مکانات کا انتظام کرنیوالی کمیٹی سرگرمی سے اپنے کام میں مشغول ہے۔

جلسہ پر آنیوالے احباب کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ بدستور سابق بٹالہ ریلوے سٹیشن پر استقبالیہ کمیٹی موجود ہوگی۔ جو کہ رات کی گاڑی سے اُترنے والے اصحاب کی رہائش اور ان کے اسباب کی روانگی اور یکوں کا انتظام کرے گی۔ اور ہر طرح کا آرام پہنچانے کی سعی کریگی۔ بستر اپنے ساتھ ہوں اور جہاں تک ممکن ہو سکے۔ ابتدائے جلسہ میں شامل ہونے کی سعی کی جائے۔

تازہ خبریں

برٹش ساحل پر جرمن ڈاکہ۔ سکاربرو وٹیبی اور ہارٹل پول پر جرمن کروزروں کی گولہ باری سے ۱۷ شہریوں کی جانوں کا نقصان ہوا۔ موخر الذکر مقام (ہارٹل پول) میں ۵۶ آدمی تلف ہوئے۔

برٹش سکوڈرن کو دیکھتے ہی جرمن کروزر بھاگ گئے۔ میتہ بحر کا بیان ہے۔ کہ جرمن کروزر جو برٹش ساحل کی گولہ باری پر مامور کئے گئے تھے۔ اور جو ایک گھنٹہ ساحل مذکور پر رہے۔ وہ نہایت تیز رفتار تھے۔ ہمارا گرداوری کا بحری سکوڈرن فوراً ان سے دوچار ہوا۔ جرمن کروزر برٹش جنگی جہازات کو دیکھتے ہی پوری تیزی سے بھاگ گئے۔

مجروح و مقتول سپاہی۔ میتہ جنگ اعلان کرتا ہے۔ کہ ہارٹل پول کی فوج کے سات سپاہی مقتول اور ۱۴ مجروح ہوئے ہیں۔

ٹائمز رقمطراز ہے۔ کہ اس قسم کے ڈاکوں کے امکانات کو لوگ پہلے ہی سے جانتے تھے۔ کہ جرمن جنگی جہازات ضرور ساحل انگلستان کا رخ کریں گے۔ خواہ وہ بار بار آئیں مگر اس سے برٹش گورنمنٹ یا قوم ہر ممکن آدمی توپ اور رائفل کو براعظم میں بھیجنے کے عزم مصمم سے باز نہ رہ سکیگی۔ تاکہ برٹش سپاہ و اسلحہ جنگ، جرمنوں کو اس قطعہ ملک سے جس پر انہوں نے حملہ کیا ہے۔ نکالدیں اور جنگ کو خود جرمن سرزمین پر اختتام کو پہنچائیں۔

برٹش جنگی جہازات نے بری فوج سے ملکر بلجیئم ساحل اوسٹنڈ پر سخت گولہ باری کی۔

پیٹروگریڈ کی رپورٹ سے منکشف ہوتا ہے کہ جرمن دریچولا کی سپاہ کو مزید کمک پہنچا رہے ہیں۔ اور بظاہر وارسا پہنچنے میں کوشاں ہیں۔

نیوا میں برف۔ نیوا کی نہروں کے برف سے بند ہو جانیکی وجہ سے پیٹروگریڈ (سینٹ پیٹرزبرگ دارالخلافہ روس) پانی سے محروم ہو گیا ہے۔ یہ کیفیت پہلے ۱۸۹۲ء میں دیکھنے میں آئی تھی۔ کارخانے کام کرنے کے ناقابل ہیں۔

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

جنگِ یوروپ

جرمن سرکاری رپورٹ :- لنڈن ۱۷۔ دسمبر۔ برلن کی سرکاری شائع شدہ مراسلت مظہر ہے۔ کہ ہمارے بیڑے کے ایک حصے نے انگلستان کے شرقی ساحل پر حملہ کیا۔ اور سکاربرو اور ہارٹلپول کے قلعہ بند مقامات پر گولہ باری کی۔ جنگ کے مزید پیرائے کے بارہ میں سردست کوئی اطلاع نہیں دی جا سکتی ؎

جرمن جہاز غیر مسلح کر دیا گیا :- کلکتہ ۱۷۔ دسمبر۔ افسر بندرگاہ کو کلمبو سے اس مضمون کا تار موصول ہوا ہے۔ کہ جرمن مسلح تجارتی جہاز کارمونٹ جزیرہ گوام میں غیر مسلح کر دیا گیا ؎

خلیج فنلینڈ میں سرنگیں :- لنڈن ۱۷۔ دسمبر۔ سٹاک ہولم خلیج فنلینڈ میں سرنگیں بچھانے پر جو غالباً جرمنی کا کام ہے سخت ناراضی ظاہر کی جاتی ہے ؎

جنگ میں ٹرکی کا حصہ :- لنڈن ۱۷۔ دسمبر۔ ایتھنز برٹش بیڑے نے یکشنبہ کو ترکوں پر جو خلیج ساروش میں مجتمع ہو گئے تھے۔ گولہ باری کی ؎

زخمی ترک :- لنڈن ۱۷۔ دسمبر۔ جنگ کے ہسپتال میں تقریباً ۴۰ ترک زخمی پڑے ہیں۔ جو دردانیال پر گولہ باری میں مجروح ہوئے تھے ؎

اٹلی کے مطالبہ کی :- لنڈن ۱۷۔ دسمبر۔ بیرن سونینو نے سینٹ اعلان کیا۔ کہ اٹلی کے مطالبہ پر باب عالی نے گورنر یمن کو ہدایت کی ہے کہ برٹش قونصل حدیدہ کو فی الفور اطالوی سفیر کے سپرد کر دیا جائے۔ اور قصور واروں کو سزا دیجائے۔

مشرقی منطقہ میں سخت جرمن حملے :- لنڈن ۱۷۔ دسمبر۔ پیٹروگراڈ سرکاری مراسلت مظہر ہے کہ علاقہ ملاوا میں دشمن سرحد کی طرف پسپا کر دیا گیا ہے۔ دریائے وسچولا کے بائیں کنارے پر جرمنوں نے سخت حملے کئے۔ جن پر ہماری سپاہ کسیقدر سوشازیئو کی طرف ہٹ گئی۔ دیگر مقامات میں ہمارے جوابی حملوں نے دشمن کو مورچوں سے بڑھنے نہیں دیا ؎

آسٹریا میں ناچاقی :- لنڈن ۱۷۔ دسمبر۔ آسٹریا ہنگری کی حالت پہلے ہی سرویہ میں نازک تھی۔ وہ باہمی ناچاقیوں سے اور بھی مخدوش ہو گئی ہے۔ چنانچہ وائنا پراگ اور بوڈاپسٹ میں اندرونی بدنظمی پھیل گئی ہے۔ وائنا میں لوگوں نے میدانِ جنگ کے سامنے مظاہرہ کر کے جس طریقہ سے جنگ کی جا رہی ہے۔ اس کی مخالفت کی۔ پراگ میں مظاہرہ نے ایک جداگانہ فریق کی نوعیت پیدا کی ہے ؎

فلینڈرز میں جنگ :- لنڈن ۱۷۔ دسمبر۔ پیرس شب گذشتہ کی مراسلت مظہر ہے۔ کہ شمال مشرق نیوپورٹ اور جنوب مشرق یپرس میں اور لاسی کی طرف ریلوے کے پہلو میں ہم نے پیشقدمی کی ؎

بحری معرکہ آرائی :- لنڈن ۱۶۔ دسمبر۔ ایوننگ سٹینڈرڈ رقمطراز ہے۔ کہ سالٹ برن کے پرے ایک چھوٹے جہاز کے کپتان نے برٹش سکوڈرن کو تین جرمن جہازوں سے مصروف جنگ دیکھا۔ ایک جرمن کروزر مادہ آتشگیر کے بھڑک اٹھنے سے تباہ ہوا۔ دوسرا بھاگ گیا۔ تیسرا آخر وقت میں مشغول جنگ دیکھا گیا ؎

متحدہ افواج کی قابل اطمینان پیشقدمی :- لنڈن ۱۷۔ دسمبر۔ پیرس سہ پہر کی مراسلت مظہر ہے۔ کہ سمندر سے لنز تک ہم نے کئی خندقیں بزورِ سنگین فتح کیں۔ لمبارٹ زائڈ اور سینٹ جارج میں ہم نے اپنے مورچوں کو تقویت دی۔ اور شیلو ولٹ کے مغرب میں جو جگہ ہم نے حاصل کی تھی۔ اسپر مضبوطی سے پاؤں جمانے کی کوشش کیگئی۔ والس کے علاقہ میں بھی ہم نے کئی جگہ ترقی کی۔ بقیہ محاذ پر پیدل سپاہ کی کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ البتہ این ارگون اور ورڈن کے علاقوں میں ہمارے بھاری توپخانوں نے خوب آگ برسائی ؎

جرمن اور ترک :- لنڈن ۱۷۔ دسمبر۔ ترکی عنایت و مہربانی کے حصول اور مسلمانوں کے طبائع پر اثر ڈالنے کی غرض سے جرمن ترکوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ انھوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ وہ مسجدوں میں جاتے ہیں۔ اور جھوٹ موٹ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ نماز پڑھتے ہیں۔ جرمن سنتری مسجدوں کے باہر متعین کئے گئے ہیں۔ یافہ کے سیاح رپورٹ کرتے ہیں۔ کہ جرمن افسر ایسی پیٹیاں بازو پر باندھتے ہیں۔ جنپر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوتا ہے ؎

برٹش پبلک کا سکون :- لنڈن ۱۷۔ دسمبر۔ سکاربرو اور وہٹبی جیسے کھلے اور غیر محفوظ مقامات پر جرمن کروزروں کی گولہ باری پر جہاں انگلستان میں اظہار ناراضی کیا جاتا ہے۔ وہاں برٹش پبلک نے اس جرمن ڈاکہ کو سخت حقارت کی نگاہ سے دیکھا ہے جسکا مدعا صیغہ بحر کو مجبور کر کے بحری پالیسی میں تغیر پیدا کرنیکا تھا قرائن سے ظاہر ہے کہ خاموش برٹش بحری دباؤ کا اثر روز بروز جرمنی میں زیادہ سختی سے محسوس ہو رہا ہے۔ اور یہ کہ جرمنی کو اب معلوم ہو گیا ہے۔ کہ بری لڑائیوں کا نتیجہ ان کے توقعات کے مطابق برآمد نہیں ہوا۔ بنابریں ساحل انگلستان کے کل کے سے ڈاکہ کے پیر ہرف ہونیکا احتمال ہے جس سے دیگر اغراض کے علاوہ اہل جرمنی کے دل پر یہ بات نقش کرنا بھی مطلوب ہے کہ بیڑے پر جو زرکثیر خرچ کیا گیا ہے۔ وہ بے فائدہ نہ تھا۔ یا یہ کہ برٹش پبلک کو مضطرب کر کے براعظم میں کمک بھیجنے سے باز رکھا جائے۔ یا ہمارے جنگی جہازوں کو تیار کردہ سرنگوں کے جال میں پھنسا دیا جائے۔ جنگ سے جرمنوں کا حال اسقدر غیر ہو گیا ہے۔ کہ وہ اب دیوانہ وار ہر طرف ہاتھ پاؤں مارنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ بہرکیف برٹش پبلک کو اپنے بحری سٹاف پر کامل اعتماد ہے۔ جو اسوقت ایسے تجربہ کار روشن خیال اشخاص سے مرکب ہے۔ جن کی نظیر تاریخ میں نہیں مل سکتی؎

ایک خاص ہندوستانی فوجی آرڈر میں عام اطلاع کیلئے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ہندوستانی سپاہ میں اب موجودہ جنگ کے زمانہ تک رنگروٹ بھرتی کئے جاتے ہیں۔ اختتام جنگ پر اگر یہ بھرتی شدہ اشخاص چاہیں گے۔ تو بڑی سہولیت و سرعت سے فوج سے علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔ اگر فوج میں بدستور منسلک رہنے کے خواہشمند ہوں گے۔ تو سپاہ میں رہنے دیئے جائیں گے ؎

شاہ سرویہ کا بلغراد میں داخلہ :- لنڈن ۱۶۔ دسمبر۔ صیغہ پریس اعلان کرتا ہے۔ کہ شاہ سرویہ و شاہزادے سپاہ کے آگے آگے بلغراد میں داخل ہوئے اور گرجا میں جا کر نماز شکرانہ ادا کی ؎

لنڈن ۱۵۔ دسمبر۔ ہوا بازوں نے فری برگ پر بم پھینکے ؎

لنڈن ۱۶۔ دسمبر۔ پیرس۔ جاپانی صلیب احمر کا دستہ فرانس بھیجنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں ؎

نیلگری ریلوے لائن پر ۵۹۰ میل کے موقعہ پر پہاڑ کے ایک ٹکڑے کے آپڑنے سے لائن رک گئی ہے۔ جس کے چار روز کے اندر صاف ہونیکی توقع کی جاتی ہے ؎

سُنا ہے۔ کہ دفتر اخبار ہندو اور یونین پریس کے ساتھ ہی خالصہ اخبار کے دفتر کی دربندی کی گئی تھی ؎

ہنوز پنڈت ہری لال شرما ایڈیٹر و مالک اخبار ہندو کے گھر کی تلاشی جا رہی ہے۔ پنڈت صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ یونین سٹیم پریس نے آئندہ ان کا اخبار چھاپنے سے انکار کر دیا ہے جب تک کہ وہ اپنے پریس کا انتظام کریں۔ اخبار ہندو کی اشاعت ملتوی رہیگی ؎

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان۔ دار الامان۔ مورخہ ۲۲۔ دسمبر ۱۹۱۴ء

گورنمنٹ برطانیہ کی خسروانہ نوازش اور ہمارا فرض

الفضل نے اپنے متعدد مضامین میں یہ دکھایا ہے۔ کہ یہ گورنمنٹ خدا کے فضلوں میں سے ایک فضل ہے۔ کیونکہ مذہبی معاملات میں اس نے اپنی رعایا کو آزادی عطا فرمائی ہے۔ نہ صرف آزادی بلکہ جہاں تک حالات اجازت دیں۔ وہ ہر اہل مذہب کی اعانت بھی کرتی ہے۔ چنانچہ اسکا تازہ ثبوت وہ خسروانہ نوازش ہے۔ جو حاجیوں کے متعلق گورنمنٹ نے مبذول فرمائی۔ حضور وائسرائے نے جو اعلان شائع کیا ہے۔ وہ بجنسہٖ درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ حاجیوں کو بحفاظت و باامن سلامتی واپس اپنے اپنے گھروں کو پہنچانے میں گورنمنٹ نے کسقدر کوشش فرمائی وہ اعلان یہ ہے:

"پچھلے موسم حج میں ہندوستانی بنادر سے تقریباً ۱۲ ہزار حاجی جدہ میں پہنچے۔ یہ لوگ ابھی عرب میں ہی تھے۔ کہ ترکی کے ساتھ اعلان جنگ ہو گیا۔ مگر گورنمنٹ ہند نے حاجیوں کی اس تعداد عظیم کو بسرعت و خیریت واپس لانا اپنا اولین فرض سمجھا اگرچہ کئی خطرات و مشکلات اس قسم کی درپیش تھیں۔ کہ شائد ترک جدہ جانیوالے جہازوں کو ضبط کر لیں۔ اور راستہ میں بھی مخالف جنگی جہازوں سے کم و بیش خدشہ تھا۔ ادھر مالکان جہازات کرایہ بڑھائے بغیر حاجیوں کو لانے کے لئے جہاز بھیجنے پر آمادہ نہ ہوتے تھے۔ کیونکہ وہ تجارتی مال ترکی بنادر کو قانوناً نہ لیجا سکتے تھے۔ اور ادھر سے خالی جہاز بھیجنے میں انہیں بڑا خسارہ تھا۔ ان مشکلات کا اس طرح سے تدارک کیا گیا۔ کہ سرکار نے ذمہ واری لے لی۔ کہ اگر جدہ میں یہ جہاز پکڑ لئے جائیں۔ یا راستہ میں انہیں گزند پہنچے۔ تو سرکار ان کی قیمت دیدیگی۔ وہ سرکار سے جنگی بیمہ کرالیں۔ اور کہ بشرطیکہ حاجیوں سے معمولی کرایہ ہی لیا جاوے۔ ایک طرف خالی جہاز بھیجنے کا خسارہ سرکار پورا کر دیگی۔ علاوہ بریں برطانوی جنگی جہاز بمبئی اور جدہ کے مابین بحری راستہ پر متواتر دورہ کرتے رہے ہیں۔ ان انتظامات اور مالکان جہازات کی شراکت کی طفیل چھ ہزار نو سو حاجی اب تک بمبئی واپس پہنچ چکے ہیں۔ اور اسقدر اور جہاز جدہ پہنچ گئے یا پہنچنے والے ہیں۔ جو تین ہزار ایک سو حاجیوں کو لا سکیں گے۔ ایک جہاز جس پر ۴ سو حاجی سوار ہو سکیں گے۔ ان دنوں بمبئی سے گیا ہے۔ امید ہے کہ یہ جہاز واپسی کے خواہشمند حاجیوں کو ہندوستان لانے کے لئے کافی ہوں گے۔ لیکن ان کے علاوہ اور جہاز بھی بمبئی میں تیار رکھے گئے ہیں۔ جو بشرط ضرورت جدہ بھیجے جائیں گے۔"

چونکہ اسلام میں ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کا حکم ہے۔ اس لئے فرض ہے۔ کہ ہم آگے سے بڑھ کر گورنمنٹ کی اطاعت کریں۔ اور نہ صرف خود فرمانبرداری میں کمال دکھائیں بلکہ دوسروں کو بھی اس پر ثابت قدم رکھیں۔ اور اگر ملک کے کسی حصہ میں کوئی ایسا خطرناک عنصر موجود ہو۔ جس کی حرکت امن و سلامتی کے امور کی طرف نہ ہو۔ تو انہیں نصیحت کریں۔ اور اگر وہ باز نہ آئیں۔ تو افسران بالا دست کے کانوں تک معاملہ پہنچانے میں دیر نہ کریں۔ ضرور ہے کہ ہم میں سے ہر ایک جناب لفٹنٹ گورنر پنجاب بالقابہ کی اس نصیحت پر کاربند ہو۔ جو سیالکوٹ میں انہوں نے فرمائی۔ وھو ہذا

"آپ نے فرمایا۔ کہ ضلع سیالکوٹ میں مقامی حکام رعایا کی مدد سے نہایت کامیابی کے ساتھ جرائم کی بیخکنی کرنے اور انتظام قائم رکھنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ مگر دوسرے ملحقہ اضلاع میں بعض لوگ رعایا میں بددلی پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے یہ دیکھ کے خوشی ہے کہ اس بددلی پھیلانے کی تحریک صوبہ میں مطلق نہیں چل سکی۔ جو لوگ باہر تھے۔ اور اب پنجاب میں آئے ہیں۔ انہوں نے ایسے زہریلے خیالات پھیلانے شروع کئے۔ جو اپنی نوعیت میں لغو اور بیہودہ ہی نہیں ہیں۔ بلکہ جرائم کی حد تک پہنچتے ہیں۔ خواہ ان بے بنیاد اور زہریلے خیالات کی بنیاد کچھ ہی ہو۔ خواہ ان کا مقصد اس سے کچھ ہی پیدا کیوں نہ ہوتا ہو مگر گورنمنٹ ان کے مٹانے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کرنے کی۔ اور ان کے ساتھ قانونی برتاؤ اپنی پوری طاقت سے کیا جائیگا۔ ہمارا راستہ ہمارے لئے ہے۔ اور جو مسائل اور معاملات درپیش ہیں۔ انہیں ہم ہی اچھی طرح سلجھائیں گے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسی حالت پیدا ہو جائے کہ بنگال کے بمب اور امریکہ کے ریوالوروں کے کام میں لانے کا مفسدوں کو موقعہ مل جائے۔ یہ اچھی طرح سمجھ لو۔ اور اسے رعایا میں سے سنجیدہ اور وفا شعار لوگ خوب جانتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ اور پبلک کے مقاصد بالکل ایک ہی ہیں۔ لہٰذا جہاں تک ان سے ممکن ہو۔ اس زہریلے مادہ کی بیخکنی کی تدبیر کریں۔ گذشتہ زمانہ میں پنجاب کے آدمیوں نے خوف اور مشکلات کے موقعوں پر گورنمنٹ کو مدد دینے میں کبھی پہلوتہی نہیں کی ہے۔ لہٰذا میں ان ہی لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایسی ہی تدابیر کام میں لائیں گے۔ جس سے یہ نازک وقت خیر و خوبی اور چین چان سے گذر جائے اور اپنی وفاداری اور روشن ضمیری کا پورا نمونہ دکھا دیں گے۔ تاکہ یہ بات عرصہ تک یادگار رہے۔ کہ پنجاب کا پنجاب اس نازک موقعہ میں کیسا نتھر نتھرا کے صاف نکل گیا۔"

مجھے یقین رکھنا چاہیئے۔ کہ نواب لفٹنٹ گورنر نے جو امید اہالیان پنجاب کے بارے میں ظاہر کی ہے۔ وہ بالکل درست نکلیگی۔ اور پنجاب اپنی وفاداری کے لحاظ سے تاج برطانیہ کا چمکتا ہوا ہیرا ثابت ہوگا۔ اور وہ مالی و جانی طور سے ایسی قربانیاں پیش کریگا۔ کہ دوسرے صوبوں میں اس کی بہت کم نظیر ملسکے۔

نومسلموں کی غور و پرداخت قادیان میں

خدا کے مسیح کے شہر کو اس بات پر بجا فخر ہونا چاہیئے۔ کہ اللہ نے اسمیں جتنے نومسلم بھیجے وہ کسی نہ کسی پیرایہ میں دین کے اعلیٰ خدمتگذار اور دوسرے بھائیوں کے لئے نیک نمونہ ہیں۔ ان میں سے بعض بزرگ تو ایسے ہیں کہ ان کی نسبت یہ گمان بھی مشکل سے ہو سکتا ہے کہ وہ کبھی ہندو تھے بھائی عبد الرحیم صاحب۔ سردار عبد الرحمٰن صاحب سکول ماسٹر۔ اچھے عالم اور صاحب تصنیفات و تالیفات ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نومسلموں کی تعلیم و تادیب کا بہترین انتظام کیا جاتا ہے۔ جو نومسلم آ کر رہے اُسکو صدر انجمن سے مستقل وظیفہ ملتا ہے تاکہ وہ اپنا دینی کورس دلجمعی کے ساتھ پورا کر سکے۔ استاد بھی موجود ہیں صرف پڑھنے کیلئے شوق چاہیئے۔ جنہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ اور احادیث کی کتابیں پڑھ لیں۔ اور حضرت اقدس کی کتابوں کا توغل رکھا۔ وہ اچھے خاصے دینی عالم بن گئے۔ اور جنہوں نے کاروباری زندگی اختیار کرنی چاہی۔ وہ یہیں کسی سوداگری کے کام میں لگا دیئے گئے تاکہ غیروں کے محتاج نہ ہوں۔ اور اپنے دین کو دنیا کے حصول کا آلہ نہ بنائیں۔ صدر انجمن نے ایک کمیٹی خاص نومسلموں کے لئے بنا رکھی ہے۔ [illegible]

ان الدین عند اللہ

الاسلام

اللہ تعالیٰ ـ صفات الٰہیہ

اللہ تعالیٰ کے کلام پاک میں بہت اسرار اور رموز ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ کا علم غیر محدود ہے اور اسکی قدرت کا کوئی انتہا نہیں ویسے ہی اسکے کلام مقدس میں بھی علوم کے خزانے بھرے ہوئے ہیں اور اسکے کلام مجید میں شاہانہ جاہ و جلال اور شان و شوکت اور پُر ہیبت امور بیان فرمائے گئے ہیں اور پھر عجیب طرفہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام بالکل اللہ تعالےٰ کے فعل کے عین مطابق ہے فعل الٰہی اور کلام الٰہی میں کوئی مغائرت نہیں پس وہ کتاب جو کہ اللہ تعالےٰ کے فعل کے مطابق بولتی ہے وہ اس قابل ہو سکتی ہے کہ ہم اسے کتاب الٰہی کہہ سکیں ورنہ کبھی دعوے بلا دلیل قابل سماعت نہیں ہوتا قرآن شریف میں یہ ایک عجیب اور بالکل نرالی خوبی ہے جس سے اور کتب بالکل عاطل اور عاری ہیں کہ اسکے الفاظ اور بندش میں ایسے معارف اور حقایق بھر دیئے گئے ہیں کہ انسانی عقل انکے معلوم کرنے سے ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتی ہے اور ذوق سلیم رکھنے والی طبائع جب اس حسن کو معلوم کر لیتی ہیں تو انکی روحیں وجد میں آجاتی ہیں ـ اور آستانہ الٰہی پر گر کر پکار اٹھتی ہیں کہ واقعی قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے الفاظ اور جملے ہیں اور اس میں کسی بشر یا انسان کا کسی قسم کا بھی دخل اور تصرف نہیں اور قارئین کرام کے سامنے ہم ایک امر پیش کرتے ہیں اور منصف مزاج طبائع سے سوال کرتے ہیں کہ وہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام اور کام میں کسقدر مطابقت پائی جاتی ہے اور پھر کسقدر مسلم مومن کی روح لذت اور شوق سے بھر جاتی ہے اللہ اللہ یہ کیسا کلام معجز نظام ہے کہ اسمیں اور فعل الٰہی میں سر مو بھی فرق نہیں افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً ـ اگر کسی کو فعل الٰہی اور قرآن مجید میں مطابقت نہیں نظر آتی تو وہ اسکے قلت تدبر فی القرآن سے ناشی ہے والا قرآن مجید میں جو شخص غور اور تدبر کریگا وہ ضرور یہ بات معلوم کر لیگا کہ اللہ تعالےٰ کے فعل اور قرآن مجید میں ذرہ بھر بھی اختلاف موجود نہیں ہے کیا یہ قرآن مجید میں تدبر نہیں کرتے اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں اختلاف کثیر پاتے ـ

ہمنے ناظرین کے سامنے اللہ تعالےٰ کے تین اسماء رب العالمین رحمٰن اور رحیم بیان کئے ہیں اور انہیں صاف دکھلایا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے ان اسماء کی رُو سے دنیا کے ہر شعبۂ زندگی میں نظر آ رہا ہے اور کیا عجیب بات ہے کہ اللہ کا لفظ جو کہ تمام محامد اور محاسن اور اوصاف جمیلہ کا موصوف ہے وہ سب سے مقدم کیا ہے اور اسکے بعد اسکی ایسی صفت لی ہے جو کہ اپنی ماہیت میں تمام عالم میں ساری و جاری ہے اور اسکی ربوبیت کا پرتو تمام اشیاء پر حاوی ہے ربوبیت اللہ تعالیٰ کی اعم صفت ہے اسکے بعد رحمٰن صفت رکھی ہے جسکا دائرہ پہلی صفت کے دائرے جیسا وسیع نہیں بلکہ صرف حیات والی اشیاء کو محیط ہے اور اسکے بعد صفت رحیم رکھی ہے جو کہ انسانوں میں سے بھی خاص انسانوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہے کیا ہی محکم اور ابلغ ترتیب ہو جو قرآن نے اختیار کی اور اسی طرح سے نوامیس الٰہیہ میں ہم مشاہدہ کر رہے ہیں ـ

پھر ہم اس بات میں غور اور تدبر کریں کہ اللہ تعالےٰ نے رحمٰن رحیم کو اکٹھا استعمال کیا ہے اور اللہ تعالےٰ کے فعل پر نظر تدبر دوڑائیں تو ہمیں یہ منکشف ہو جائیگا کہ رحیم صفت سے جو فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اور اس سے متمتع ہونیکا ارادہ رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ پہلے اپنے قویٰ کو حرکت میں لائے اور جس طرح اللہ تعالےٰ نے انکے فرائض مقرر فرمائے ہیں ـ ان کے مطابق ان سے کام لے اور اسمیں عجیب بات یہ بھی ہے کہ جو انسان اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت سے مستفید ہونے کی کوشش کرتا ہے وہ رحمانیت کے بہت سے فوائد اور منافع سے مستفید اور منتفع ہو جاتا ہے ـ ہم اس بات کو مثال سے واضح کرتے ہیں ـ ایک کسان زمین میں ہل چلاتا ہے اس پر سہاگہ پھیرتا ہے اور اس زمین کو اس قابل بناتا ہے کہ اس میں کاشت کر سکے پھر اس میں بیج بوتا ہے اور پھر اسکی حفاظت کرتا ہے اسکو پانی دیتا ہے تمام ذرائع اور وسائل جو اسکی نشو و نما میں ممد اور معاون ہو سکتے ہیں کام میں لاتا ہے اور تمام رکاوٹیں جو اسکے ترقی کرنے میں حائل ہوتی ہیں انکو دور کرتا ہے تب جا کر کہیں وہ اپنے گھر میں دانے لاتا ہے اور رحیمیت کے فیض سے مستفیض ہوتا ہے مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ کسان کے کام میں صرف اسکی اپنی سعی اور کوشش سے نتیجہ نہیں نکلا کرتا ـ بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت بھی بہت حد تک اسکی دستگیری کرتی ہے اور اسکے کام کو کامیاب بناتی ہے مثلاً موسم کا کھیت کے عین موافق رکھنا ـ سورج کی روشنی اور دھوپ اور شمسی تاثیرات جو کہ کھیتوں پر نمایاں طور پر ہوتی رہتی ہیں ـ اور رات اور دن کے تغیرات کے تاثرات سے زراعت کا متاثر ہونا ـ یہ سب امور اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے تقاضا سے میسر آ گئے ہیں اگر یہ میسر نہ آئے تو کسان کی محنت بالکل رائگان جائے اس سے انسان کو یہ سبق دیا گیا ہے کہ انسان کو سست اور کاہل نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ جو شخص سستی کو اپنا شعار بنائیگا وہ نہ صرف رحیمیت کے انعامات سے محروم رہیگا ـ بلکہ بہت سے رحمانیت کے افضال سے بھی بے بہرہ اور بے نصیب رہیگا جو کہ اس رحیمیت والے کام میں رحمانیت صفت نے عطا کرنے تھے مثلاً جو کسان زمین کو قلبہ رانی کے قابل نہیں بناتا ـ اور اس میں کچھ نہیں بوتا بلکہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھا رہتا ہے ـ وہ کبھی بھی گھر غلّہ نہیں لا سکتا ـ پس کسی انسان کو یہ خیال نہیں کر لینا چاہیئے کہ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم اپنے تئیں مشقت میں ڈالیں اور کام کریں کیا ہوا اگر ہم رحیمیت سے فائدہ نہیں اٹھائینگے ہمیں رحمانیت کے بیشمار فائدے حاصل ہو جائینگے تو وہ آہستہ آہستہ رحمانیت کے مفاد سے بھی محروم ہو جائیگا کیونکہ رحمٰن اور رحیم کو آپس میں سخت ارتباط ہے اللہ تعالےٰ نے انکے درمیان واؤ کو بھی حائل نہیں ہونے دیا یعنی رحمٰن و رحیم نہیں فرمایا ـ پس اے انسانو! اگر تم اللہ تعالےٰ کی صفت رحیمیت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو اپنی کوشش اور سعی کو کام میں لاؤ اور سچے مذہب اسلام کو قبول کر لو تمہاری اس کوشش اور سعی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسطرح تفضلات رحمانی بھی تم اپنی طرف جذب کر لوگے اور اس حالت میں تم صرف رحیمیت سے ہی مستفیض ہوگے بلکہ رحمانیت کے ظل عاطفت میں بھی آ جاؤگے

"ایمان بالرسل"

گذشتہ سے پیوستہ

(۱) ان الذین یکفرون باللّٰہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللّٰہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلاً ۙ اولٰئک ھم الکٰفرون حقاً ۚ واعتدنا للکٰفرین عذاباً مھیناً ۝ والذین اٰمنوا باللّٰہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولٰئک سوف یؤتیھم اجورھم ط۔

(سورۂ نساء۔ رکوع ۲۱)

ترجمہ:- جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں سے برگشتہ ہیں اور جو چاہتے ہیں۔ کہ فرق نکالیں اللہ میں اور اس کے رسولوں میں۔ اور جو کہتے ہیں۔ کہ ہم بعض پیغمبروں کو مانتے ہیں۔ اور بعض کو نہیں مانتے۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ اس کے بیچ بیچ کوئی دوسرا راستہ اختیار کریں۔ یہ لوگ یقیناً کافر ہیں اور تیار کر رکھا ہے ہم نے ان کافروں کے لئے ذلت کا عذاب اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اور جدا نہ کیا کسی کو ان میں سے یہی لوگ ہیں۔ جنکو اللہ ان کے اجر عطا فرمائے گا۔

صرف یہی ایک آئیت کافی فیصلہ کرنیوالی ہے۔ ہمارے تمہارے مذکورہ بالا اختلاف کا۔ اور کافی ہے۔ اس امر کو ثابت کرنے کیلئے۔ کہ نجات کے لئے ایمان بالرسل لازمی اور ضروری ہے۔ اب ضرورت نہیں تھی۔ کہ کچھ اور لکھا جاتا۔ مگر تمہاری مزید تشفی کے لئے چند اور آئیتیں نسبت لزوم ایمان بالرسل درج ذیل کرتا ہوں۔ ذیل کی آئیت میں خاص اہل کتاب کو خطاب ہے اور ان کو بتایا گیا ہے۔ کہ ان کے لئے بھی اب ہدایت (یعنی راہ نجات) اسی میں ہے۔ کہ وہ نہ صرف اپنے گذشتہ مانے ہوئے رسولوں پر ایمان لائیں۔ بلکہ سارے رسولوں پر ایمان لاکر قرآن کریم کی تازہ بتازہ و مطابق زمانہ تعلیمات پر چلکر ہدایت یاب ہوں۔

(۲) تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم ج ولا تسئلون عما کانوا یعملون ۝ وقالوا کونوا ھوداً او نصٰرٰی تھتدوا ط قل بل ملۃ ابراھیم حنیفاً ط وما کان من المشرکین ۝ قولوا اٰمنا باللّٰہ وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراھیم واسمٰعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم ج لا نفرق بین احد منھم ز ونحن لہ مسلمون ۝ فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم بہ فقد اھتدوا ج وان تولوا فانما ھم فی شقاق ج

(سورۂ بقرہ۔ رکوع ۱۶)

ترجمہ:- یہ لوگ تھے۔ (اپنے وقتوں میں) ہو گذرے۔ ان کا کیا ان کو تمہارا کیا تمکو۔ اور جو کچھ وہ کر گذرے ہیں تم سے اس کی پوچھ گچھ نہ ہوگی۔ اور (یہود اور عیسائی مسلمانوں سے) کہتے ہیں۔ کہ یہودی یا عیسائی بن جاؤ۔ تو ہدائت پاؤ گے کہہ (کہ نہیں) بلکہ مخلص ابراہیم کا طریقہ اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ (مسلمانو تم یہود و نصاریٰ کو) آگاہ کر دو۔ کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں۔ اور جو ہم پر اترا (اس پر) اور جو ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب پر اترے۔ (ان پر) اور موسیٰ اور عیسیٰ کو جو ملی۔ (اس پر) اور جو کل دوسرے پیغمبروں کو پروردگار سے ملا (اس پر) ہم جدا نہیں کرتے۔ کسی کو ان میں سے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔ تو اگر تمہاری طرح یہ لوگ بھی ان ہی چیزوں پر ایمان لے آئیں جنپر تم ایمان لائے ہو۔ تو بس وہ ہدائت یاب ہو گئے۔ اور اگر انحراف کریں۔ تو بس وہ دور پڑے ہوئے ہیں۔

اب ذیل میں ایک وہ آئیت بھی ملاحظہ ہو جسمیں قرآن کریم پر ایمان نہ لانے والے صراحۃً عذاب کے مستحق اور نجات سے محروم بتائے جاتے ہیں۔ چاہے وہ کسی فرقہ کے انسان ہوں۔

(۳) افمن کان علیٰ بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ ومن قبلہ کتٰب موسیٰ اماماً ورحمۃ ط اولٰئک یؤمنون بہ ط ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ ۝ (سورۂ ھود رکوع ۲)

ترجمہ۔ تو کیا جو لوگ اپنے پروردگار کے کھلے رستہ پر ہوں۔ اور پڑھتا ہو اس کو۔ انہیں میں کا ایک شاہد (سچائی کی گواہی دینے والا) اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب (موجود ہے) جو نمونہ اور رحمت ہے۔ (کیا ایسے لوگ منکر قرآن ہو سکتے ہیں نہیں۔ بلکہ) یہ لوگ تو (یقیناً) اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور (دوسرے) سب فرقوں میں سے جو اس سے منکر ہوں۔ ان کے لئے آگ کا وعدہ ہے"۔

اب ان امور کے معلوم ہو جانے کے بعد کہ از روئے قرآن کریم نجات کے لئے ایمان باللہ وغیرہ کے ساتھ ایمان بالرسل بھی لازمی اور ضروری ہیں۔ اور قرآن کریم کا یہ محاورہ ہے۔ کہ ہر امر کی ہر جگہ تفصیل نہیں کرتا۔ بلکہ جیسا کہ عدم صراحت ایمان بالرسل وغیرہ کی آئیت زیر بحث میں ہے۔ اسی طرح اور جگہوں میں دوسرے مقبولۂ فریقین شرائط نجات کی بھی صراحت موجود نہیں۔ تم خود آسانی سے سمجھ سکتے ہو۔ کہ آئیت زیر بحث کا کیا مطلب ہے۔ مگر مزید وضاحت کے لئے میں اس عدم صراحت ایمان بالرسل وغیرہ کی چند اور مثالیں اور اجمال کی صورت میں ایمان باللہ و ایمان بالیوم الآخر ہی کو اکثر اختیار کرنے کی وجہ بیان کرتا ہوں۔

واضح ہو۔ کہ جہاں کہیں قرآن کریم میں ایمانیات کی تصریح ہے۔ وہ ذات غیب اللہ ذوالجلال سے شروع کرکے ایمان بالرسل و ایمان بالکتب وغیرہ کا درمیان میں ذکر کرتے ہوئے ایمانیات کی فہرست کو ایمان بالیوم الآخر پر ختم کیا گیا ہے۔ اور یہی ترتیب عموماً قرآن کریم میں ملحوظ رکھی گئی ہے اور یہی ترتیب نیچرل بھی ہے۔ کیونکہ اللہ ہی سے سارے سرچشمے ایمانیات کے پھوٹے ہیں۔ اور یوم الآخر کے ظہور ہو جانے کے بعد ہی ایمانیات ایمانیات نہیں رہیں گے۔ بلکہ بدیہیات ہو جاویں گے۔ اور ایمان اور اعمال کے اجر بھی مل جائیں گے۔ اس لئے جہاں کہیں ایمانیات کو مجملاً بیان کیا ہوا ہے۔ وہاں عموماً صرف اللہ کو اور یوم الآخر کو اختیار کیا گیا ہے۔ کہ جو فہرست ایمانیات کی ترتیب قرآنی و فطرتی میں اول و آخر ہے۔ کہ ادنیٰ توجہ سے انسان سمجھ سکتا ہے کہ متکلم حقیقی کی غرض صرف اختصار ہے۔ اور اس اول و آخر کے ضمن میں اس نے بقیہ ایمانیات کو بھی گویا صاف بیان کر دیا ہے۔ مثلاً اسی سورۃ البقرہ کے شروع ہی میں (کہ جس سورۃ کی ہی آیات میں سے یہ آئیت زیر بحث بھی ہے) چار امور کے ساتھ ایمانیات کو بیان فرمایا ہے۔ وہاں بالفاظ "یؤمنون بالغیب" ایمان باللہ سے شروع کرکے اور "بما انزل الیک وما انزل من قبلک" میں سارے نبیوں اور سارے کتابوں پر ایمان لانے کی ہدائت کرتے ہوئے آخر میں "بالآخرۃ ھم یوقنون" پر ختم کیا ہے۔ اور چند سطروں کے بعد پھر جو

ایسے لوگوں کے بیان ہیں جو کسی مصلحت سے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرتے تھے۔ اور حقیقت میں مسلمان نہ تھے۔ بلکہ صرف مسلمانوں کو دھوکا دیتے تھے۔ ان کے منہ سے ایمانیات کے بیان کی ضرورت ہوئی۔ تو وہاں بطور اختصار صرف یہی بیان فرمایا کہ من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الآخر وما ھم بمومنین اور صاف ظاہر ہے۔ کہ انہی دو الفاظ اللہ اور یوم آخر سے ان کلموں اور اللہ تعالیٰ کا یہ مطلب ہے۔ کہ وہ اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرتے تھے۔ اگر ان ہی الفاظ سے ان کی یہ غرض پوری نہ ہوتی۔ تو وہ جو مسلمانوں پر قریباً اپنا اسلام ظاہر کرنا چاہتے تھے۔ ان الفاظ کے ساتھ کچھ اور الفاظ ایمان بالرسل وغیرہ کے اپنی مراد دلی کے حصول کے لئے ایزاد کرتے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کا ذکر فرماتا۔ پس اس سے بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ کچھ ضرور نہیں۔ کہ ہر امر کی ہر جگہ تفصیل کیجائے بلکہ موقعہ بموقعہ تفصیل کر دینی اور بقیہ مقامات پر اجمال سے کام لینا کافی ہے مشکل کے مطلب کو سمجھنے کے لئے اگر ضد اور ہٹ انسان کو اندھا نہ کر دے۔ پھر اس کے بعد سورۃ البقرہ میں وہی مقام زیر بحث ہے۔ جہاں یہ الفاظ اٰمن باللہ والیوم الاٰخر آئے ہیں۔ اور ایسی قوموں کے بارہ میں آئے ہیں۔ کہ جنکو اوپر اور نیچے۔ آگے اور پیچھے دلائل وبدیگر لعد عیرت دلا دلا کر اللہ اور کتاب اللہ۔ قرآن کریم۔ اور محمد رسول اللہ پر ایمان لانے کی پے درپے تحریص وتبلیغ کی گئی ہے۔ اور ایمان نہ لانے والوں پر لعنت وملامت کی گئی ہے۔ اور عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔ اور ایمان لانے والوں کو سراہا گیا ہے۔ اور بشارات دیگئی ہیں۔ پھر اس سورۃ میں انہیں دو مقامات سے خاص نہیں۔ کہ اسطرح اجمال سے کام لیا گیا ہو۔ بلکہ آگے چلکر پندرہویں رکوع میں ابراہیمؑ کی دعا میں بھی کہ اسی دعا میں رسول کے برپا کرنے کی بھی دعا ہے۔ صرف من اٰمن منھم باللہ والیوم الآخر ہی پر کفائت کی گئی ہے۔ پھر تیسویں رکوع میں بھی عورتوں کو عقد ثانی کرنے سے نہ روکنے کی تاکید کرتے ہوئے یہی فرمایا ہے۔ ذالک یوعظ بہ من کان منکم یؤمن باللہ والیوم الآخر ط اور صاف ظاہر ہے۔ کہ یہاں صرف انہی لوگوں سے خطاب ہے۔ جو قرآن کریم کو منجانب اللہ مان چکے ہیں۔ اور ان میں سے جو حقیقتاً اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لا چکے ہیں۔ وہ کتاب اللہ اور رسول اللہ پر بھی ایمان لا چکے ہیں۔ اور کتاب اللہ کا ہی ایمان ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اس حکم پر چلتے ہیں۔ تاہم انہیں دو الفاظ پر یہاں بھی کفائت کی گئی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مزید وضاحت کے لئے اس سورہ بقرہ کے آخری رکوع میں بھی دوبارہ ایمانیات کی کامل تصریح کر دی۔ جہاں[1] کل اٰمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ سے ایمان باللہ اور ایمان بالملائکہ اور ایمان بالکتب اور ایمان بالرسل کی تاکید فرمائی۔ اور[2] الیک المصیر سے آخر میں ایمان بالیوم الآخر کی ہدایت کی۔ اور اسطرح سورہ کے شروع اور آخر میں ایمانیات کی تصریح فرما کر درمیانی اجمالات کا مطلب بھی صاف اور بین طور پر ظاہر فرما دیا۔

یوں تو اس اجمال سے سارے قرآن کریم میں کام لیا گیا ہے۔ اور اس سے سارے ایمانیات ہی کا ایمان یا سارے ایمانیات ہی کے مومن مراد ہیں۔ مگر ایک مقام سورۃ المجادلہ کے تیسرے رکوع میں جہاں اس اجمال سے کام لیا گیا ہے نہایت دلچسپ ہے۔ جسکی دلچسپی سے میرے دوستو! میں یقین کرتا ہوں۔ کہ تم بھی مسرور ہو جاؤ گے۔ اس لئے اس کو نقل کر کے اس اجمال کی مثال کو تمام کرتا ہوں۔ وھو ہذا۔

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوآدون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم ط اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ط ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھار خلدین فیھا ط رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ط اولئک حزب اللہ ط الا ان حزب اللہ ھم المفلحون ○

ترجمہ:- جو لوگ اللہ اور روز آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔ ان کو تو تم نہ دیکھو گے۔ کہ خدا اور اس کے رسول کے مخالفوں کے ساتھ دوستی رکھیں۔ گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے ہی کے کیوں نہ ہوں۔ یہی ہیں۔ جن کے دلوں کے اندر خدا نے ایمان کو رچا دیا ہے اور اپنے فیضان غیبی سے ان کی تائید کی ہے۔ اور وہ ان کو باغوں میں لیجا داخل کریگا۔ جن کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہونگی۔ اور وہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے۔ خدا ان سے خوش اور وہ خدا سے خوش۔ یہی ہے اللہ کی جماعت۔ جان رکھو۔ کہ تحقیق اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہونیوالی ہے۔

اب میرے دوستو! ساری آیتوں پر غور فرما کر دیکھو۔ کہ کتاب اللہ کے محاورہ میں اللہ اور یوم آخر پر ایمان لانیوالی وہ جماعت ہے۔ جو رسولوں اور آسمانی کتابوں کو مانتی ہے۔ یا وہ جماعت ہے۔ جو رسولوں کی منکر اور کتب آسمانی کی کافر ہے۔ وہ جماعت مراد ہے۔ جو سارے ایمانیات کی مومن ہے۔ یا وہ جماعت مراد ہے۔ جو بعض کی مومن اور بعض کی کافر ہے۔ وہ مراد ہیں۔ جو پکے مومن ہیں۔ یا وہ مراد ہیں۔ جو کچے ہیں!!! میرے دوستو! اس سے تو نام کے مسلمان بھی مراد نہیں ہیں۔ بلکہ پکے مسلمان مراد ہیں۔ اسی لئے آیت زیر بحث میں الذین اٰمنوا کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اور ان کو بھی بتایا گیا ہے۔ کہ صرف مسلمان ہو جانے یا مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو جانے سے کچھ نہیں بنتا۔ جبتک حقیقی ایمان حاصل نہ کرو گے۔ اور (بمحاورۂ قرآن) تمہارے دلوں میں ایمان رچ نہ جائیگا۔ (کتب فی قلوبھم الایمان) تب تک تم اور یہودی وغیرہ برابر ہو۔ اور نجات کو حاصل کر لینے والے نہیں کہے جا سکتے ہو۔ اسی طرح ایک مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا الخ (سورۂ نساء رکوع ۲۰) یعنی اے وے لوگو! جو مسلمان ہوئے ہو۔ ایمان لاؤ۔

یہ ہے اس آیت مندرجہ عنوان کا صاف اور سیدھا مطلب۔ جس کی غلط فہمی سے میرے اکثر آزاد رو اسلامی دوستوں کو ٹھوکر لگی ہے۔ یا دیدہ دانستہ ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اب میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس آیت پر کافی بحث ہو چکی۔ اس لئے اس مضمون کو اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو سمجھ عطا فرمائے۔ میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العلمین۔ (رفارت حسین جیون)

---

[1] ترجمہ۔ یہ سب کے سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں۔ ہم رسولوں میں سے کسی کو جدا نہیں کرتے۔

[2] ترجمہ۔ تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

دعوت الی الخیر

بنگال میں تبلیغ احمدیت

حافظ روشن علی صاحب اور مولوی مبارک علی صاحب کچھ دن کلکتہ میں ٹھہر کر ۲۷ - نومبر کو اردگرد کے شہروں اور قصبوں میں تبلیغ کے لئے نکلے۔ کلکتہ سے میمن سنگھ جا رہے تھے۔ کہ راستہ میں ایک شخص نے اپنے شہر میں وعظ کرانے کی استدعا کی۔ اس لئے جوال پور جو کہ میمن سنگھ کا سب ڈویژن ہے۔ وہاں گاڑی سے اُتر پڑے۔ وہ آدمی انہیں اپنے گھر لے گیا۔ اور اس نے اپنے پڑوسیوں اور واقف کار لوگوں کو وعظ سننے کے لئے مدعو کیا۔ لوگوں کے جمع ہو جانے پر حافظ صاحب نے لیکچر دیا۔ جو کہ بہت ہی موثر ثابت ہوا۔ حاضرین میں سے ایک سن رسیدہ آدمی نے اٹھ کر درد بھرے الفاظ میں کہا۔ کہ افسوس! ہماری اتنی عمر گذر گئی ہے۔ اور ہم قرآن شریف کے سننے کے شوق میں تڑپ رہے ہیں۔ لیکن کوئی ہمیں سنانے والا نہیں ہے۔ یہ اس بوڑھے کے الفاظ ہیں جس نے اپنی عمر کی کئی منزلیں قرآن شریف کی آواز اور معانی کو ترستے ترستے گذار دی ہیں۔ اور اسی قسم کے ایک نہیں دو نہیں۔ بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں انسان ایسے ہیں۔ جو اسلام کی تعلیم کو ترستے ہی مر جاتے ہیں۔ اور اپنی زندگی میں بھی واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے اعمال صالحہ کی انہیں توفیق نہیں ملتی۔ مسلمانوں کی اس زمانہ میں ایسی ہی حالت ہو گئی تھی۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا۔ تاکہ اسلام کو جو لوگ بھلا چکے ہیں۔ وہ دوبارہ سیکھ لیں۔ اگر مسیح موعود کے مبعوث ہو جانے کے بعد ایسے لوگ دور دراز ملکوں میں تو الگ رہا اسی ہندوستان میں موجود ہوں۔ جو اسلام کی تعلیم کو سیکھنے اور حاصل کرنے کی آرزو رکھتے ہوں۔ اور ان کی اس خواہش کو پورا نہ کیا جائے۔ تو ہمارے لئے بڑے افسوس کی بات ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے خدا کے فضل اور کرم سے اس عظیم الشان کام کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اور اس بات کا عزم فرما لیا ہے۔ کہ جہاں بھی کوئی روح دین کی پیاسی ہو۔ وہیں اس کی پیاس کو بجھایا جائے۔ اسی کام کے لئے حضور نے ان دو مبلغین کو بنگال میں تبلیغ کے لئے روانہ فرمایا۔ جوال پور میں ایک دن انہوں نے لوگوں کو وعظ و نصیحت کی۔

اور شہر کے مسلمان وکیلوں اور ڈپٹی کلکٹر سے ملکر پبلک جلسہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ چونکہ یہی چاہتے تھے۔ کہ صرف اسلام پر لیکچر دیا جائے۔ اور احمدیت کا ذکر نہ کیا جائے۔ اس لئے اسدن جلسہ نہ ہو سکا۔ دوسرے روز ایک مولوی صاحب اور دو ڈپٹی کلکٹر صاحبان انہیں ملنے کے لئے آئے۔ اور حافظ صاحب نے سلسلہ احمدیہ کے حالات سے انہیں آگاہ کیا۔ اور بتایا۔ کہ اصل اسلام وہی ہے جو ہم پیش کرتے ہیں اس شہر میں بنگالی ٹریکٹ اور انگریزی اشتہار کثرت سے تقسیم کئے گئے۔ اور فرداً فرداً اشخاص سے بھی گفتگو ہوئی۔ ایک معزز آدمی نے جس کے دل میں سلسلہ احمدیہ کی نسبت کئی شکوک بیٹھے ہوئے تھے۔ بہت دیر تک گفتگو کی۔ اور اس کی جناب حافظ صاحب کے جواب سے خوب تسلی ہو گئی۔ ختم نبوت کے مسئلہ پر اس نے اپنی بحث کو طول دیا۔ لیکن آخر کار دلائل سے ساکت ہو گیا۔ وہاں مجسٹریٹ صاحب اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کو جب ان کے وفادارانہ خیالات اور تعلقات کا یقین دلایا گیا۔ جو جماعت احمدیہ کو گورنمنٹ انگلشیہ سے ہیں۔ تو انہوں نے نہایت مہربانی سے عام جلسہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جلسہ کے متعلق اشتہارات تقسیم کئے گئے۔ اور لوگوں کے جمع کرنے کے لئے ہر کوشش سے کام لیا گیا۔ جلسہ ۶ بجے شام ٹاؤن ہال میں جو کہ بہت وسیع اور آراستہ کمرہ تھا۔ منعقد ہوا۔ لیکچر میں سلسلہ احمدیہ کا ذکر کرنے کی اجازت تھی۔ حافظ صاحب نے اسلام کے متعلق تقریر کی۔ جو بہت پسند کی گئی۔ اس کے بعد مولوی مبارک علی صاحب نے مختصر سی تقریر کی۔ اور مسلمانوں کے تنزل کے اسباب بتائے کہ مسلمانوں نے اسلام کی وجہ سے ہی ترقی کی تھی۔ اسوقت چونکہ اسلام کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ پس یہی وجہ مسلمانوں کے تنزل اور ادبار کی ہے۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کی جو روحانی اور مذہبی حالت ہے۔ اس کو بھی بیان کیا گیا۔ اور حاضرین سے سوال کیا گیا۔ کہ کیا مسلمانوں میں اسوقت اتنی طاقت ہے۔ کہ وہ دوسروں کے حملوں سے اسلام کو بچا سکیں۔ اور اس کو کسی قسم کا ضعف نہ پہنچنے دیں۔ اور کیا مسلمان اسوقت بغیر کسی ہادی اور راہنما کے اپنی حالت کو درست کر سکتے ہیں۔ اور دنیا پر اسلام کا بول بالا کر سکتے ہیں۔ کبھی نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ ان کا کوئی راہنما نہ ہوگا۔ اسوقت تک مسلمان کبھی اسلام کو اس کی اصل حیثیت میں نہیں سیکھ سکتے۔ اور نہ دنیا کے سامنے اسے پیش کر سکتے ہیں۔ اس تقریر کے متعلق اتنا کہنا ضروری ہے۔

کہ الحق مُر کے اصل کے مطابق ایک شخص نے اس سے اختلاف ظاہر کیا۔ لیکن اسی حیثیت کے ایک اور شخص نے اس کی تائید کی۔ اسلئے یہ بات طول پکڑ گئی۔ آخر کار پریذیڈنٹ صاحب جلسہ کو اس میں دخل دینا پڑا۔ اور انہوں نے فیصلہ مولوی مبارک علی صاحب کے حق میں دیا۔ جس سے اس تقریر کے کامیاب ہونے کا ثبوت ملگیا۔ اس جلسہ میں قریباً دو سو تعلیم یافتہ مسلمان حاضر تھے۔ جلسہ بڑی کامیابی اور خیر و خوبی کے بعد برخاست ہوا۔ اس کے بعد دو وکیل صاحبان مکان پر شکریہ ادا کرنے کے لئے تشریف لائے۔ مولوی مبارک علی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ بنگال کے اضلاع اتنے بڑے بڑے ہیں۔ یہ ممکن نہیں۔ کہ پانچ پانچ دنوں میں ہر ایک ضلع میں دورہ کر کے تبلیغ کی جا سکے۔ چونکہ فرصت قلیل ہے۔ اسلئے فی الحال تو لوگوں کو یہی بتایا جا رہا ہے۔ کہ جس حضرت عیسیٰ کو تم آسمان پر بٹھائے ہوئے ہو۔ وہ زمین پر آگیا ہے۔ اور جسقدر جلدی تم سے ہو سکے۔ اس کو مان لو۔ تمام لوگوں کو حضرت مسیح موعود کی صداقت کے متعلق معقول دلائل اور براہین دینے کے لئے اور انہیں اطمینان دلانے اور ان کے سوالوں کے جواب دینے کے لئے بہت عرصہ کی ضرورت ہے۔ فی الحال صرف ان کے دلوں میں احمدیت کا بیج بویا جایا رہا ہے۔ جو کہ انشاء اللہ ایک وقت بہت عمدہ ثمر لائیگا۔ لوگ جب یہ بات سنتے ہیں۔ کہ مسیح موعود دنیا میں آیا۔ اور پھر چلا بھی گیا۔ اور اس کی زندگی میں انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ تو وہ حیران اور ششدر رہ جاتے ہیں۔ لیکن جب انہیں حضرت مسیح موعود کی قائم کردہ جماعت اور سلسلہ کے حالات سنائے جاتے ہیں۔ تو کسی قدر تسکین یافتہ ہو کر مزید حالات سے آگاہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ان کو احمدیت کی طرف آنے میں ایک روک ہے۔ اور وہ یہ کہ لوگ علماء کے فتووں سے ڈرتے ہیں۔ اور علماء لوگوں سے ڈرتے ہیں۔ تاکہ وہ ان کا نان و نفقہ نہ بند کر دیں۔ اور دونوں قسموں کے آدمیوں کو یہی بات روک کا باعث ہو رہی ہے۔ اس لئے ابتداء میں کسی بڑی کامیابی کی امید نہیں ہو سکتی۔ اور بنگال میں تبلیغ کے لئے ایک عرصہ درکار ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ نے کئی سعید روحوں کو توفیق دی ہے۔ جو کہ احمدی سلسلہ میں داخل ہو رہی ہیں ؂

دردانگیز نظارہ

اِس دنیائے فانی کی حیات مستعار میں کون ہے جو نہیں چاہتا کہ وہ آرام اور آسائش میں رہے۔ کسے یہ بات پسند نہیں ہے کہ اسے کسی قسم کا فکر اور تردد نہ ہو۔ اور کسے یہ بات مرغوب خاطر نہیں ہے کہ وہ ہر وقت غم والم سے محفوظ رہے بیشک ہر ایک شخص یہی چاہتا ہے کہ وہ آرام کی نیند سوئے اور خوشی کی گھڑی جاگے۔ لیکن وہ انسان جو اپنے ہاتھوں اپنے آرام اور اطمینان کو ضائع کرچکا ہوتا ہے۔ بڑے دکھ اور تکلیف میں ہوتا ہے۔ اور اس کی دردانگیز حالت بہت ہی قابل رحم ہوتی ہے۔ وہ چاہتا ہے۔ اور کوشش کرتا ہے (مگر غلط طریق سے) کہ از دست رفتہ آرام پھر حاصل کرے مگر ناکام رہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ خوشی اور اطمینان اُسے نصیب ہو۔ لیکن خائب اور خاسر رہتا ہے اور وہ اپنی آسودگی اور آرام سے ناامید ہو کر یہ کوشش بھی کرتا ہے کہ میں جو تکالیف اور مصائب کا ہدف بن رہا ہوں۔ تو اور کوئی میرے سامنے کیوں آرام کی زندگی بسر کرے۔ اس لئے وہ دوسروں کو بھی مصائب میں گرفتار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اس میں بھی اُسے مُنہ کی کھانی پڑتی ہے۔ اس وقت اس بدنصیب کی حالت بعینہٖ اس شخص کی حالت کی مانند ہوتی ہے۔ جو ایک آراستہ و پیراستہ بزم میں خوشی اور خورمی سے بیٹھا ہوا ہو۔ لوگ اسے معزز سمجھتے ہوں۔ ان کے دلوں میں اس کی عزت اور توقیر ہو۔ لیکن وہ اپنی نادانی اور کم عقلی سے کوئی ایسی حرکت کر بیٹھے۔ جس کے باعث اسکو اس بزم میں بیٹھنا مشکل ہو جائے۔ باہر جاکر جب اسے اپنی پہلی عزت اور توقیر یاد آئے اور اسے آٹھ آٹھ آنسو رُلائے تو وہ دست تاسف مل کر رہ جائے۔ اور اپنی غلطی پر پشیمان اور نادم ہونے کی بجائے مشفق ناصحوں سے ابا اور استکبار سے پیش آئے۔ اور اس بزم کو درہم برہم کرنے کی کوشش شروع کردے۔ جب اسے اس میں سخت ناکامی ہو تو وہ الگ ایک بزم کی طرح ڈالے۔ اور پہلی بزم کی بڑھتی ہوئی رونق کو دیکھ کر یہ طریق اختیار کرے کہ اگر اس میں ایک صدر نشین ہے۔ تو وہ دو۔ تین۔ چار بنالے۔ اور لوگوں کو اس میں شامل کرنے کے لئے طرح طرح کی تدبیروں سے کام لے۔ کبھی اپنے آپ کو اس ساقیٔ خدا کے اولین بادہ خواروں میں سے بتائے۔ جس کے ہاتھوں سے وہ بھی آبحیات پی کر زندہ ہوئے کبھی اپنی گذشتہ عزت اور توقیر کا راگ گائے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنی بے وفائی اور فتنہ اندازی کو ان کے لئے مفید بتائے۔ لیکن ہر ایک کی طرف سے یہ جواب ملنے پر کہ

"بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ٭ من انداز قدت را می شناسم"

اپنا سا منہ لے کر رہ جائے۔ اس وقت کی اس کی حالت بہت ہی دردانگیز اور دیکھنے والوں کے لئے عبرت بخش نظارہ ہوتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہوتی ہے اس کا دل ڈانواں ڈول ہوتا ہے۔ اس کی شنوائی کی قوت معطل ہونے کے قریب ہوتی ہے۔ اور وہ حیران و ششدر مارا مارا پھرتا ہے۔ ہاں اگر اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ابواب اس کے لئے کھل جائیں تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ جو کچھ میں کرچکا ہوں وہ بہت بُرا کیا ہے اور جو کچھ مجھ سے ہو رہا ہے یہ میرے اپنے ہی ہاتھوں کی کمائی ہے۔ اب مجھے اس غلط راہ پر نہیں چلنا چاہیئے اور تلافیٔ مافات کی کوشش کرنی چاہیئے۔ پس جب وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوا اور اپنی اصلاح کے متعلق یقین دلاتا ہوا اسی پہلی بزم میں شامل ہونے کی استدعا کرتا ہے۔ تو اس بزم کے ممبر بڑی خوشی اور خندہ پیشانی سے اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اور اس کی پہلی سی عزت کرنے لگتے ہیں۔ کیونکہ انہیں اس کی ذات سے تو کوئی عداوت اور دشمنی نہیں ہوتی۔ وہ تو اس کی اس غلطی اور فتنہ انگیزی سے رنجیدہ ہوتے ہیں۔ لیکن جب وہ اس سے درگذر رہتا ہے تو پھر کیوں وہ اسے قدر و منزلت کی نگاہوں سے نہ دیکھیں پس جب اسے بزم احباب میں پہلا سا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو اُسے پھر وہی آرام اور اطمینان کی زندگی نصیب ہو جاتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک گم گشتہ راہ ہدیٰ کا ایسا ہی انجام کرے۔ آمین یارب العالمین۔

(غلام نبی۔ بلانوی)

سالانہ جلسہ قادیان

تمام احمدی احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ سالانہ جلسہ کی کارروائی ۲۵۔ دسمبر کو بعد از نماز جمعہ شروع ہو جائے گی۔ اور ۲۹ دسمبر کی ظہر تک انشاء اللہ رہیگی۔ احباب کو خطبہ جمعہ میں شامل ہونے کے لئے ۲۵۔ دسمبر کو یہاں پہنچ جانا چاہیئے ٭

مستورات کے لئے وعظ

مستورات کے لئے الگ انتظام کیا گیا ہے۔ ان کے لئے ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹ دسمبر کو لیکچر ہونگے۔ عورتوں کو مستفیض ہونے کے لئے عمدہ موقعہ ہے ٭

بٹالہ اسٹیشن پر اُترنے والے احباب کے اسباب کے لئے گڈوں اور سواری کے یکوں کا انتظام کرنے کے لئے بدستور سابق چند اصحاب وہاں موجود ہونگے انکی معرفت اور ضروری اُمور کا بھی انتظام ہوسکیگا ٭

ڈاک کا انتظام۔

جو اصحاب جلسہ کے دنوں میں اپنی ڈاک قادیان میں منگوانا چاہیں وہ معرفت قاضی اکمل صاحب ایڈیٹر تشحیذ الاذہان منگوا سکتے ہیں ٭

شائقین عسل مصفّٰی کو مژدہ